هو الله

حسبی الله نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

دیوان [illegible]

دیوان رحمت ٭ من تالیف جناب [illegible]

در مطبع نظام المطابع محمد نظام الدین تاجر کتب مطبوع گردید

مدراس سنہ ۱۸۸۰ ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس منہ سے کیجئے کوئی شکر نعم ترا
اندازہ سے زیادہ ہے یارب کرم ترا

اس مشتِ خاک پرہوس بے ثبات کو
کیا حوصلہ جو لکھہ سکے وصفِ قدم ت

تادم کرونمین کیون نہ تجھے یاد دمبدم
آدم وہی جو مارسے ہے ہر لحظہ دم تر

ندرت بدوسرا بہلا کیا چاہے دوسرا
بس ایک آسرا اوسے شاہ اُمم ترا

جان تو آفتِ جان تہا مجھے معلوم نتھا
کینہ سینہ مین نہان تہا مجھے معلوم نتھ

جس سے مین بات کرون اوس سے گمانِ بد ہو
تجھے یہہ مجھہ سے گمان تھا مجھے معلوم نتھ

ہجر مین تیرے عبث خود کو جلایا ہمنے
نام سے تیرے امان تھا مجھے معلوم نتھ

نہ سمجہہ کر دل مجروح کا کرتا تھا علاج
تیغ ابرو کا نشان تہا مجھے معلوم نتھ

دیکھہ کر مجھکو رقیبون سے کہے ہے وہ کیا
آیئے یحییٰ علی خان تہا مجھے معلوم نتھا

کیا رقیبون نے کچھہ اوسکی کان مین دم کردیا
آن کی ہی آن مین بس اوسکو برہم کردیا

کیا بیان افسونگری تیری کرون ای جانجان
تیرے دم نے مجھکو اپنے دم سے بیدم کردیا

کچھہ تو کہیگا سبب اسکا بت خانہ خراب
آنا جانا میرے گھر کا تونے جو کم کردیا

کوئی عباسی مین اور جہد ہر مین ہم ویکی ہا ہین
موجب رنج والم پوچہے ای خوش لقا
لیتے ہی بوسیکی اسطرح روگردان ہوا
ہول مت جا دوستی کو ندرت غمگین کے جان
اسطرح سے جو مجہے دیتا ہے آزار بہلا
زخمی جو سبز خطون کے نگہہ تیر کا ہو
بے سبب ہمسے تو آزردہ نہین سبہجے ہم
نبض کو دیکہہ مرے سارے اطبا بولے

غزل

کیا ہی صانع نے تیرے ابرو کتئین خم کردیا
ہجر نے تیرے تو دل کو معدن غم کردیا
شدت دیدار کو حق مین میرے سم کردیا
گو تجھے یک خلق سے حق شاد و خرم کردیا
کسکے کہنے سے تو بگڑا ہے بہلا یار بہلا
سود کب دیگا وسے مرہم زنگار بہلا
جائے کی دل مین تیرے الفت اغیار بہلا
کہین دارو سے ہوا عشق کا بیمار بہلا

ہاتہہ مل مل کے ہی رہ جاؤگے آخر اے جان
جب کوئی ہوویگا **ندرت** کا خریدار بہلا

اوس گل پہ ہم فدا ہین بہلا کیا برا ہوا
کہنے سے جو رقیبون کے مجہہ کو جلا دیا
آمادہ ہے جو قتل پہ میرے تو رات دن
پیتا تہارے سات تو مے گلرنگ بار قیب

دل شکل خار خوار ہوا کیا برا ہوا
محفل مین تیرے مین جو رہا کیا برا ہوا
ایسا بہلا مین یار کیا کیا برا ہوا ......
خون جگر مین اپنا پیا کیا برا ہوا

بیدم بشکل نقش قدم تہا پڑا کہین
ندرت جو تیرے در پہ موا کیا برا ہوا

غزل

رات کو وہ ماہ رو جب مجہہ سے رخصت خواہ ہوا
محفل مین جو پیے مینا پیمانہ ہوا تو کیا
سب چہین لب شیرین جب دیکہہ لیک تیری

آہ تو تعظیم کی اور اشک ہی ہمراہ ہوا
جب تجہہ سا نہو ساقی میخانہ ہوا تو کیا
ای کان ملاحت مین دیوانہ ہوا تو کیا

تو جان بہی گر چاہے پروا نہ کرونگا
کہنے سے رقیبون کے مت دل سے خفا ہو جان

ای شمع رو تجھہ پر مین پروانہ ہوا تو کیا
ہون مین تو یگانہ تو بیگانہ ہوا تو کیا

مین لعل سے لب کا ہون اوس لال کے دیوانہ
ہر اشک میرے اندرت دردانہ ہوا تو کیا ؛؛

تو ہوا کونسی بستی کو روانہ جانانا
جو میرے گھر سے ترا چھوٹا ہی آنا جانا

سمجھہ بتا دے مجھی کسنے لبھایا تجھکو
ہر گھڑی مجھسے جو کہتا ہے تو جانا جانا

آزمانے جو ہوا الفت تو لو حاضر ہون جانا
نہین یک رنگ پہ واللہ زمانہ جانا

کسنے اس شوخی سے تعلیم کی جانا تجھکو
یات کو میرے ہوا پر جو اترانا جانا

ہو جو سو جان بہی تو ندرت کریں سب تجھپہ فدا
پہ غم یک ہجر کا اسکو نہ دکہانا جانا

غزل

نخل دل نے جو بار نے بار دیا ؛؛
جان پر دشمنون کے بار دیا

گُل جو دلبر وہ گلعذار دیا ؛؛
کل وہ ہوگا تہِ مزار دیا ؛؛

برچھئین کیون دکہاتے ہو پیارے
تیری ترچھی نگہہ نے مار دیا ؛؛

دیکہو خواری تو کل وہ غیرت گل
غیر کو پہول مجھہ کو خار دیا ؛؛

شیخ جی خوف تمہکو دوزخ سے
حق ہمین چشم ابر بار دیا ؛؛

تیغ ابرو چڑہائیو نہ میان
تم پہ جی اپنا ہمنے وار دیا ؛؛

بہ از آب حیات ہے ندرت
زہر بہی گر دیا تے یار دیا ؛؛ ؛؛

اوس خوش لقا کو جب کہین تنہا مین پاؤنگا
مجروح سو طرح کا ہوا ہیگا دل میرا ؛؛

احوال اپنے غم کا تمہارے سناؤن گا
گر دیکہتے ہو کہول کے سینہ دکہاؤن گا

تاب و توان و دیت ترا اور شکیب کو
دل کو جگر کو راحت و آرام و جان کو
سُو کا جواب تیرے طرف سے سناؤنگا
تیرے ہی سامنے مین کر تر جلاونگا

کتنے ہی بے گناہ ہونگا ہوتا ہے قتل آج
ندرت مین تجھکو خوب تماشہ بتاؤنگا

ایضاً

فضل حق سے ہین تو نزوالا ہوا
فرزند حق نے آج جو تجھہ کو عطا ہوا
مدراس مین یہ چلتے کی ایسے مچی ہے دہوم
احمد علی کو گلشن ہستی مین اے کریم
مقبول ایزدی ہوی از فضل شاہ دین
دشمنون کا صاف ہو نہ کالا ہوا
شادی سے گل نے جامہ کو اپنے قبا کیا
تاریخ اوسکی جو نہ کہا سو خطا کیا
آباد رکھہ ہمیشہ یہ ہاتف دعا کیا
اوقات اپنے سینے جو صرف دعا کیا

ایسے غزل لکھی ہی یہہ **ندرت** بطرح آج
جس نے سنے سو تیرے تئین مرحبا کیا

ایضاً

یون خفا مجھہ پہ وہ جانان نہوا تھا سو ہوا
کس نے اشام کی ہے کاکل شب رنگ و میان
جاونگا جو وقت وہ بولا تو کہتا ہے دل
سیکڑون مرحلہ پر سنگ فلاخن کیطرح
ظلم اب تازہ نمایان نہوا تھا سو ہوا
یون کبھو دل جو پریشان نہوا تھا سو ہوا
صدقے ہو جاونگا تیرا ای میری جان بچا
مجھکو مدراس سے چرخ اوٹھا کر پھینکا

ایضاً

ساقی پلادے جام مین بھر کر شراب اب
ساقی ہیون نہ کیون تیرے ہاتون شراب اب
نے کام نام و ننگ سے نام خدا مجھے
اوس رشکِ گل کا دل جو ہوا خواہ سیر ہو
پیتے ہی جسکے مست ہون دیدے شتاب اب
دل آتش الم سے ہوا ہے کباب اب
بدنام و خوار زار ہے میرا خطاب اب
خجلت سے گل کے گل بنے یک گلاب اب

دو چار ہوا گر سے اتشام بے سخن
بیزار جی بن اوسکے یہان تنگ ہی آج کل
ہو جاوے دیکھتے دل بلبل کباب اب
ہے زندگی میری ہی میرے حق مین عذاب اب

تعریف کس زبان سے تو اوس شوق کی کرے
ندرت وہ اس زمانے مین ہے انتخاب اب

لطف کا ہے وقت ساقی دی مجھے جام شراب
کیون دل کل خوار شکل گل ہے پہلا پہونہ آہ
کیون بہلا تجہسے بہلائی کی رکہین امید ہم
میرے ملنے مین نکر تشویش کچہہ ای جانجان
برمین میرے آج آتا ہے وہ رشک ماہتاب
گوش زد اپنے سدا ہی اب تو گلبانگ رباب
ایک عالم تیرے چشم مست کا ہیگا خراب
ہاتہہ سے جاتا رہیگا آخرش عہد شباب

دیکہو عاجز ہی کیا اوس شوخ اچپل کے حضور
گرچہ ندرت بذلہ گو ہی اور ہے حاضر جواب

جان ہے موسم جوانی اب
کس سے طومار غم کہین کہ وہ اب
وصل کا تیرے منتظر ہو رہون
معاف عشاق کو ذلیل کیا
رفقاؤن نے مجھکو بھڑکایا
جلد لے حظ زندگانی اب
قصہ کوتاہ ہے کہانی اب
جاودان کب ہے زندگانی اب
تیری ظاہر ہے قدردانی اب
بات جو میری تو نہ مانی اب

غزل

جو کرے بات تجہہ سے جز ندرت
رشک بنات ہی ہو اگر اس کی بات چیت
ابرو تو دیکھو اوس مہ نو کی بچشم غور
دم بھر رقیب دون کو نہ بستی مین بسنے دون
کون ہے ایسا لنتر انے اب
پراور کچہہ ہی یک گل نورس کی بات چیت
کیا کر رہی ہو چرخ مقوس کی بات چیت
یک ذرہ ہی چلے جو میرے بس کی بات چیت

مانے نبات کو نہ سُنے نیشکر کی بات
پاوے جو اوس رسیلے سے جو رس کی بات چیت

بولا وہ کیا ہے سینے سے لگتے ہی ہاتہہ کچھہ
چل دور ہو یہان نہیے نگرمس کی بات چیت

اُس لب شکر بن اب لگے کیون زندگی نہ تلخ
سنتا ہون رات دن کس ناکس کی بات چیت

خوش طبعی ہمسے کیجئے نہ ہمدم خفا ہے جی
کچھہ کہہ تو اوس مزاج مقدس کی بات چیت

رہنے نہ دیتا عشق کی دولت فراق یار
چلتے جو میرے دل کی ذرا بس کی بات چیت

پوشاک ایک رنگی ہے **ندرت** برہنگی
مت کہیو ہمسے مخمل و اطلس کی بات چیت

یکدم تو سینو اس دل بے بس کی بات چیت
کیون کہتے ہو عبث اجی بس بس کی بات چیت

سنتا ہون وس ہزار جگہہ وس کی بات چیت
پر اور پہ کچھہ ہے اوس گل نورس کی بات چیت

کیا یاد آئی ہے بت سنگین دل ہپا ہائی
سنتا ہون جب کسی سے مین پارس کی بات چیت

تک غور کرکے دیکھو اوس ابرو کمان کو
کب تک کروگے چرخ مقوس کی بات چیت

مت پوچھو ہمسے دل لگی نہ دل سے ہاری کچھہ
کیا غیر سے ہے کوئی آپس کی بات چیت

گو ہر طرح خراب کرے ہی فلک مجھے
چھوڑون نہ تا بگور اوسے کس کی بات چیت

سُن پاوے یک ہی اوس گل نورس سے گر سخن
ندرت کب اوسکو بہاوے بھلا وس کی بات چیت

ہت کہئے سدا ای بت بدخو بخدا جھوٹ
ہر گز نہین کہتے ہین کبھو اہل وفا جھوٹ

کیا بات وہ پہنچی جو نبات اوسکے سخن کو
گو بولے وہ ہر بات مین یکبات نیا جھوٹ

سچ کہتا ہون مین جان سے حاضر ہون میری جا
مجھہ سا جو کہی ہون مین بدل تجھپہ فدا جھوٹ

کسطرح سے نت دوستی تیری ہہی جائی
ہو جسمین رضا میری تو تیری ہو رضا جھوٹ

یکروز تو شیخ کہیگا ندرت سے خدا کا
کہتے نہین کرنا ہو جنہین وعدہ وفا جہوت

میرے دل کتین اے جان دئے سیکڑو جوش
عودے انگہیے پہ تیرے جو کہ سونہری تہی وہ گوشہ

رب خلق کو ضرور ہے نت اقتدائے غوث
الحق جو ہے رضای خدا سو رضائے غوث

اس ذات پاک کا ہو بیان کسطرح سے وصف
اندازہ سے زیادہ ہے حدّ ثنائے غوث

کب اوسکے معتقد کو ہو پروا دوسرا
بہتر ہے پادشاہون سے کمتر گدائی غوث

ہر چند دور تر ہون مین بغداد سے ورا
پر جان و دل ہمیشہ ہی میرا فدائے غوث

ہر ایک کو وسیلہ ہے ایک دوسرے سے نت
ندرت کو آسرا ہی نہین ہے سوائے غوث

غیر نے شانہ کیا جب کے ترے بال کے بیچ
دل مجنون نہ رہا اپنے ذرا حال کے بیچ

پاؤن رکہتے ہی لچک کہا گئے ہے سو طرح کمر
بس قیامت ہے میان ناز و ادا چال کے بیچ

تک سنبہل رکہیو زمین پر قدم ای سرو خرام
بہس گیا ہے دل غمگین ترے خلخال کے بیچ

مرغ پر بندسا مجبور ہین کب تنگ آہ
دل کو طاقت ہے نہ قوت ہے پر و بال کے بیچ

یہہ غزل سنتے ہی ندرت سے لگا کہنے وہ گل
تازہ مضمون نپٹ ہے ترے اقوال کے بیچ

بوے سہاگ ہے جو کچھ اوس گلبدن کے بیچ
نے گل مین ایسے بو ہی نہ مشک ختن کے بیچ

ہیہات کیون نہ دست جنون سے گلا کرون
یک تار بہی نہین ہے مرے پیرہن کے بیچ

کسطرح اوسکی عشق سے باز آون ناصحا
پیوست ہے سدا وہ مرے تن من کے بیچ

مرقد پہ جسکے ہم گئے مرقد تنگ اپنے وہ
آنکلے گر تو ٹہرون نہ دم بہر کفن کے بیچ

دیکھی وہ لالہ رو دل داغی اگر میرا
جز نام پاک حضرت خیر الانام کچھہ
کہدو نجومیون سے زمین دوست ہون کا اب
پیر قریب مرگ سایشت دوا سے ہے یہہ

قطعہ

یکدم بھی دم نہ لے کسو باغ اور چمن کے بیچ
یارب نہ وقت نزع ہو میرے دہن کے بیچ
چھپا مریومت نجوم کے رنجن و محن کے بیچ
طاقت ذری رہی نہین چرخ کہن کے بیچ

لذت سے دو جہان کے دہو ہاتہہ ندرتا +
کیا ذائقہ ہے دیکھہ تو اوسکی ذقن کے بیچ

وسبدم خلق کو ہے نقرہ و زر کی لالچ
تو نہو برہین تو کب جان سے ہے کام ہمین
یار و پابوسی قاصد سے غرض اور ہے کچھہ
بے غرض کوئی کسیکو نہین کرتا ہے سلام

ہے مجھے سمبر یک تیرے نظر کی لالچ
جان بھی رکھتے ہے تجھہ رشک قمر کی لالچ
منتین ساری ہین یک چیز دگر کی لالچ
صاف تسلیم ہے نواب کو زر کی لالچ

نیک نامی مین جو مصروف ہے ندرت دہرات
دوستو اوسکو ادہر سے ہے ادہر کی لالچ

بگڑا ہے کون ایسا دل آزار بے طرح
آجاوین کیون نہ بیچ مین عشاق بلکہ خلق
کیونکر مناؤن اوس بت سرکش کتین بہلا

بیکل جو آج کل ہے دل آزار بے طرح
باندہا ہے اوس نے شملہ بلدار بیطرح
واللہ اسکے مجھہ سے ہے بیزار بیطرح

کسطرح ناصحون کی سخن کو اثر ہو اب
ندرت تو ہوگیا ہے گرفتار بے طرح

اتنا خفا نہ ہو جئے اس مبتلا سے شوخ
بن تیرے کیون ہو خواہش سیر چمن مجھے

ممنون اوسکو کیجیئے کچھہ تو وفا سے شوخ
کب کام مجھکو ہے چمن دلکشا سے شوخ

بن تیرے چشم لطف کے میرا نہو علاج
یہہ درد وہ نہین ہے جو جاوے دوا سے شوخ

یون خوش صدا کو سن تیرے ہوتا ہی دل سدا
جون خوش ہو روزہ دار اذان کی صدا سے شوخ

لذت نہ پوچہہ قتل کی جب سر دیا ہو آہ
انداز کر کے کیا ہی ہٹا یا ہے پا سے شوخ

شمشیر لیکی ہاتہہ مین ندرت کو مت ڈراو
گر مارتے ہو ماریو لیکن ادا سے شوخ

تیرے فراق سے دلکو ہے ہر زمان فریاد
کرے ہے جیسے کوئی مرغ نیم جان فریاد

ہزار حیف صدا گوش زد نہوا اوسکی
سنے ہے لاکھون سدا میری آسمان فریاد

سدا ابتنگ ہے میر کہدا سے ہمسایہ
کرون مین کب تلگ اوسکی پس مکان فریاد

کرون جو سنگ سے فریاد تو پہگل جاوے
گذری بہی نہ سنتے ہین یہہ بتان فریاد

قطعہ

بدولت اوسکی نہین کون نوحہ زن ہیہات
مین ایک ہی نکرون ہون بصد فغان فریاد

فلک کو چرخ ہے اور خور سے کے دل پر داغ
کرے ہے شام سے تا صبح کہکشان فریاد

یہہ حال ہے تیرے ندرت کا ای ستمگر سن
کہ نزع دم بہی کرے ہے وہ خستہ جان فریاد

ہوا ہے جب سے تیرے گھر کا در بند
پڑے رہتا ہون کو انکھہ اپنے گہر بند

تیرا یہہ سینہ بند آساوری کا
کیا ہے میرے سینہ مین شرر بند

ہوا تن عشق مین مسطر کشیدہ
کرو کوئی ماجرا میرا اسطر بند

مین جاہون کس سے اپنی داد جاکر
رہ انصاف کا ہے یارو در بند

بند ہا ہے پہلے ہی سے زلف کا وہ
دوبارہ مار ندرت کو نکر بند

جواب کا تیرے ہے ای لب شکر لعاب لذیذ
مزا نبات مین سے کب کہان گلاب لذیذ

سوال کا میری گو تلخ دی ہے یار جواب
ہے سو نبات سے بھتر وہ یک جواب لذیذ

جو بوسہ چاہون تو غصہ ہو تہوک دے منہہ سے
قسم بعشق کہ ہے وہ مجھے عتاب لذیذ

کبھو نہ طالب [illegible] مین عاشقان واللہ
سدا دیوان کو رہتا ہے اضطرب لذیذ

ہے میٹھے میٹھے سخن اوسکی یاد دیکھو یہ کچھ
نہ ونکو چین لگی ہے نہ شب کو خواب لذیذ

پیون ہون خون جگر اسلئے مین سوختہ دل
بغیر اوسکے مجھی کیون لگے شراب لذیذ

ہزار نعمتِ ایوان سے اب تو ندرت کو
لگے ہے ذکر تمہارا ہے بوتراب لذیذ

بات کی بات مین برہم ہوا یار آخر کار
کیا فلک تجھسے یہی مجھی آخر کار

وصل کے دن جو کی دن سے تھی ہر روز امید
عشق نے مجھکو دیکھائی شب تا آخر کار

تا سر کوی صنم اپنا گذر ہووے صبا
اسی تمنا مین ہون مین غبار آخر کار

کس طرح رفع تہید ستی ہو ندرت تیری
دستِ مقصود تو ہے دست نگار آخر کار

ہم تو بیٹھے ہین انسے وان کو چھوڑ
تو نہ نکلا کبھو مکان کو چھوڑ

جائین ہم کیونکہ بلبل آتے ہین
تیرے کوچے مین گلستان کو چھوڑ

نزع دم بھی کہے ہے دل ہیہات
جاوٗن کیون تجھ سے مہربان کو چھوڑ

نکلے بے پردہ گر وہ پردہ نشین
مہر و مہ آئین آسمان کو چھوڑ

روح ندرت بجاوے سوے بہشت
غوث اعظم کی آستان کو چھوڑ

تیغ ابرو سے یہ کس کی ہے دل چاک ہنوز
خون بہاتے ہیں جو نت دیدۂ غمناک ہنوز

دل بیکل کو اس اچپل کی جو آتا ہے دھیان
شکل سیماب تڑپتا ہوں تہ خاک ہنوز

بہر خوشنودی اغیار تو دیکھو اوس نے
تگ لگائیں دیتا ہے رہ رہ کہ مجھے لاگ ہنوز

دل میرا پاک ہو کیونکر کہ رقیبوں سے ہے
یار کی ساتھ ہی رہتا ہے وہ ناپاک ہنوز

بخدا وصف بتاں کیوں نہ کہوں اب زات
ہے قلم تیز میرا طبع ہے چالاک ہنوز

کس سے اتمام کا ہے شام و سحر و ہیان جو
چھوتا ہے مجھ سے نہیں اب نشہ تریاک ہنوز

واصف شافع محشر ہے یہاں تک **ندرت**
کہہ رہا ہے دم آخر ہی وہ لولاک ہنوز

خواہش شاہی نہ دلکو پارسائی کی ہوس
ہے مگر اوس شوخ کی در کی گدائی کی ہوس

ای دل دیوانہ مت دے جان میری بات مان
ہے عبث اوس بیوفا سے آشنائی کی ہوس

جان بلب جاناں بن اپنے ہو جو ای صیاد ہائے
کب قفس سے ہو بھلا اسکو رہائی کی ہوس

ابتلگ پہونچا نہیں ہوں منزل مقصود کو
یا علی تمسے ہے مجھکو رہنمائی کی ہوس

کس گھڑی **ندرت** ہوا تھا مہرباں وہ ماہ وش
اب جو رکھتا ہے بھلا اوس سے بھلائی کی ہوس

غزل

مت ستاؤ ہمیں صیاد کہ پامالی سے
رہ گئے اڑنے سے ہیں تا سر دیوار کہ بس

دلکو ہے کس لالہ رو کی لعل رنگو کی تلاش
مجھ ستمدیدہ کی جو یک عالم کو ہے خونکی تلاش

وہ فسوں ساز اپنا ہو جاوے کسیصورت سے رام
اس سبب رہتی ہے دلکو یار و افسونکی تلاش

قطرہ ہائے اشک میرے ہیں بہ از لعل و دُر
ہو مجھے کس رنگ لعل و درِ مکنوں کی تلاش

کوچۂ جاناں تلک کب ہے گذر پر حیف ہے
آہ کونت کسلئے ہیں سیر گردوں کی تلاش

عاشقانہ کیون نہو ہر شعر ندرت کا بھلا
دم بدم رہتی ہے اوسکو تازہ مضمون کی تلاش

جب کھاؤن یاد رخ مین تیرے گل علی الخصوص
پہلے ہی تیر عشق سے زخمی تھا دل میرا
بے اختیار صبر ہے ہت راہ عشق مین
پان دمسی و کاجل و زرین موباف سے

کاکل کہی ہے کہا ئیو سنبل علی الخصوص
تکرسے کری ہے تیغ تغافل علے الخصوص
اُسپر علاوہ ہیگا تحمل علے الخصوص
زیبا ہے اوسکے چہرہ پہ کاکل علی الخصوص

میدانِ فنِ شعر مین ندرت سا یک ہے وہ
ہے جسکو فیض صاحب دلدل علے الخصوص

یہان تنگ خفا ہے مجھسے خوانخوار ہے
رہ رہ کے قصدِ فصد کرے ہے جو نت طبیب
جا کس سے شکوہ کیجیئے فرقت کا اوسکی آہ
غیرون سے اختلاط برا دیکہ کرکے جان

آتا ہے خواب مین بھی لے تلوار الغرض
سمجھا نہین ہے میرا وہ ازار الغرض
جب ہو نہ اپنا کوئی بھی غمخوار الغرض
جی زندگی ہو گیا بیزار الغرض

ہرگز نہ دی ہے سود دعا و دوا او سے
ندرت تو ہیگا عشق کا بیمار الغرض

اسطرح دلکو میرے آہ و فغان سے ربط
بہونہ دیکھین شمع نہ گل آنکھین بھر
یک حرف دوستانہ میرا بھی سنا ئیو
جب دیکھے مجھکو پوچھے ہے رقیبون سے یہ کون
ندرت کی بدبا غی تو حرف غلط نہین

جسطرح عندلیب کو ہو باغبان سے ربط
جن سے یار و مجھکو ہی اس بدگمان سے ربط
بڑتا ہے حرف شوق کے آخر زبان سے ربط
صد حیف اتلک نہین نام و نشان سے ربط
رہتا ہمیشہ اوسکو ہے کیا خوش قدان سے ربط

بے خطر میرے ہوں میں چشم گریان الحفیظ — لخت دل ہیں اشک کے قطروں میں پنہان الحفیظ

چاہتا ہے دل جو چاہ غم میں گر مر جائے — ہے یہ کس تشنہ چاہ زنخدان الحفیظ

کیا قیامت کو کریگا آج کے دن سے بچا — مار کر مجھ کو ہوا ہے پھر جو خندان الحفیظ

اس کمند حزین سے دلکو ندرت کیوں بچائے

کاکل مشکین ہوئے ہیں رہزن جان الحفیظ

تیغ ابرو سے ہوں گھایل اے دل و جان الوداع — غیرت گلشن ہے خون میر انگلستان الوداع

تب سے ہے دست و گریبان مجھے ہیہات ربط — ہاتھ سے تیرے ہوا ہے جب سے دامان الوداع

حلقہ ماتم ہیں نت گریان رہن ہیں کیوں نہ ہائے — خط کے آنے سے ہوا ہے حسن خوبان الوداع

قطعہ

یاد کر تجھکو ہمایوں سے تیرے بیمار عشق — سر دآہیں بھر کے جو کہتا تھا ہر آن الوداع

نزع دم بھی اسے بت کافر کہے ہے خلق وہ — کہہ رہا ہے اسے عدو سے دین و ایمان الوداع

عشق میں تیرے ہی ندرت کتنے حاصل ہوا

جان سے اپنے ہوا لے جان جانان الوداع

گو دل بیتاب کو ہے دین و ایمان سے فراغ — پھر نہیں اب تنگ ہوا ہے عشق خوبان سے فراغ

یک نہ یک دن روتے روتے ڈوب جاویگی یہ جان — آخرش ہمکو نہیں ہے چشم گریان سے فراغ

کسطرح حالات فرقت کیجیے ظاہر بھلا — ایک دم دل کو نہیں ہے آہ پنہان سے فراغ

کونسا دہ زخم ہوویگا جو میں کھایا نہیں — دیکھو اب تنگ نہیں ہے تیر مژگان سے فراغ

کیا خیال خام ہے اوسکو جو کرتے ہو دوا

درد ندرت کو سدا ہی بار درمان سے فراغ

سہوا جو دیکھوں اوس ستم ایجاد کیطرف — ہو کر خفا وہ دیکھے ہے جلاد کی طرف

اے کانِ حسن دل میرا غمناک ہے بہت — لکھہ کان رکھیگا میرے فریاد کی طرف

غیروں کا سا نہ تمکو مدارا ہے رات دن — تکتا ہے تو دیکھو عاشق ناشاد کی طرف

گو دیکھا یا وے وہ قد نو خاستہ تیرا — قطعگا نہ دیکھیگا کوئی شمشاد کی طرف

پر مین امید راستی رکھتا ہون اوس سے نت — مایل اگرچہ ہوین وہ بیداد کی طرف

یا غوث چشم لطف ہو **ندرت** پہ کیون نہ اب
ہے وہیان سارا تیرے ہی امداد کی طرف

نہوے مجہ سا خدا کوئی مبتلائے فراق — کہ گذری ہین میرے نت عمر در بلائے فراق

مین حال دل کرون کس طرح سے خدا اظہار — نہین ہے مونس و ہمدم کوئی سوائے فراق

خدا کیواسطے بتلاؤ تو طبیبو تم — کسے کتابون مین دیکھے ہو گر دوائے فراق

ہو کسطرح سے میرے دلکو سیر باغ کا شوق — کئے ہین سینہ کو گلزار داغہائے فراق

جو اس شمایل خوبی سے تجھکو ڈالا ہے — اوسی سے چاہتے ہین ہم سدا سزائے فراق

رکھی ہے مجکو جو سیماب سا تپت بیکل — ہوئی ہے مجہ سے بہلا ایسی کیا خطائے فراق

فراق ہاتہ مین آوے تو دیکھو پھر **ندرت**
قسم بعشق کہ لیویگا خون بہائے فراق

ہاتہ نہ پہنچا کبھو یار کی دامان تلگ — لیک ہے ایک دست رس اپنی گریبان تلگ

ہمسری کب ابر کو دیدۂ تر سے میری — پہنچی ہے اب موج اشک بحر و بیابان تلگ

در پہ مجھی دیکھ وہ بولا ہے دربان سے کیا — کسلئے یہہ گھر گیا آیا بہلا یہان تلگ

گل کو نہ دیکھے کبھو بلبل شیرین مقال — تو ہو نظارہ گر سے لال گلستان تلگ

دیکھو نہ پوچھا کبھو **ندرتِ** شیدا کا حال
گو کہ وہ حاضر ہے نت مال سے لے جان تلک

شب جو آجاوے کہین وہ رشک خوبان در بغل
باغبان سے سیر گل کی کب خوہان ہو ہمین
کب ڈرین اس ابر طوفان خیز سے از آہ سرد
تا پس مردن ہم آغوشی کا اوسکے ہو نہ وہیان

ہون کنارہ کش اگر مو حور مضمون در بغل
داغ دل دیکھلاتے ہے ہر دم گلستان در بغل
تیری دولت ایسے کئی رکھتے ہین طوفان در بغل
ہمدمون رکھیئے بجیو تصویر جانان در بغل

اسقدر سودائے الفت ہے ترا کہتے ہے خلق
رہتے ہین **ندرت** کے اب دست گریبان در بغل

نہین ہے آشنا مجہ سے میرا دل
جو فرقت اس طرح بہائی ہے اسکو
نہین یک آن بالکل کل ہے کل سے
نہین ہو ویگا اب مایل کسی پر

ہوا ہے جب سے تیرا مبتلا دل
ہوا یہ کس پری پر مبتلا دل
عجب اوسنے اداؤن سے لیا دل
ترے ہاتون سے پایا ہے سزا دل

نظر آتے نہین جون شکل عنقا
اجی **ندرت** کہان ایسا لگا دل

کوچہ جانا نمین جب جاتے ہین ہم
یادکر وہ تیر مژگان بے گمان
خواب مین بھی آئے گر تیرا خیال
راز مخفی اوسکا جب یاد آئے ہے
جب مجنون عشق ہوتا ہے تیرا

خاک مین دلکو ملا آتے ہین ہم
کیا پڑے گوشے مین چلاتے ہین ہم
آپ مین پھر ون نہین آتے ہین ہم
کچھ عجب در پردہ غم کہاتے ہین ہم
دل کو جا صحرا مین بہلاتے ہین ہم

بوسہ گر مانگون تو کہتا ہے وہ شوق / دکہہ تیرے ہاتہون سدا پاتے ہین ہم

دست پہ ندرت سے رہتا ہے مدام
آج کل تیرے سے ٹلاتے ہین ہم

بن تیری گرہان نہوتی چشم الفت کی قسم / آبرو باقی نہ رہتی ابر رحمت کی قسم
دیکہ کر اغیار کو ہمچشمون ہمچشم اوسکی کیا / آئینہ سا بن گئے ہم چشم حیرت کی قسم
چہیڑ دون گر یاد اوسکو آہ و نالونکو تو خلق / بہول جاوین شور محشر کا قیامت کی قسم
مجہ سے مت شرما کہ ہون آشفتہ ازلی ترا / ناز سے مجہ پاس آ تجہکو نزاکت کی قسم

اس قدر بے التفاتی بہت لازم نہین
تجہکو ہے اے جان جانان جان ندرت کی قسم

گردش چرخ سے یارو نہ غمین ہوتے ہم / وصل مین کاہیکو اسطرح حزین ہوتے ہم
سمن و نوٹس و ڈگری سے ہوتا ہین کام / فضل سے حق کے اگر صدر امین ہوتے ہم
صدر کی گاہ ہے حکومت کا ہوتا ہین دہیان / گوچۂ یار مین گر صدر نشین ہوتے ہم
سو طرح فخر ہین اہل جہان سے ہوتا / محفل خاص مین گر اوسکی قرین ہوتے ہم

بہیجتے پہلے رقیبون کو ہے بنکول کو ہم
ندرتا حاکم شیشن جو نہین ہوتے ہم

کچہہ جاذبۂ شوق کا رکہتے ہین اثر ہم / اس کوچہ مین جو رکہتے ہین تیرا گذر ہم
کسطرح سے ہو سوزش پنہان کا بیان ہائے / آہون سے بہرے رہتے ہین سینہ مین شرر ہم
نے مال و نہ اسباب نہ کچہہ مایہ ہے نزدیک / پر عشق کی دولت ہین سدا دیدۂ تر ہم
کس راہ گذر کی ہے رخ زلف کا دہیان آہ / جو راہ سدا رکہتے ہین شام و سحر ہم

کچھ خوبی سن و بگانے سے نہین کام ہے ندرت
پر رکھتے ہین یک لطف خدا پر جی نظر ہم

نہ سیل اشک ہے نے نم رہا ہے آنکھون مین / شفق کی طرح سے خون جم رہا ہے آنکھون مین
خیال وصل ہے کس ماہ پارہ کا جی کو / جو لخت دل میرا آ تھم رہا ہے آنکھون مین
اگرچہ شاد پس مرگ ہون شفاعت سے / مگر وہ یار کا یک غم رہا ہے آنکھون مین
یہ کس شرابی کے زلفونکا دھیان آدتا ہے / بجائے نشہ جو یک سم رہا ہے آنکھون مین

خدا کے واسطے تم دیکھ لے تو ندرت کو
کہ انتظار مین کچھ دم رہا ہے آنکھون مین

ہم پہ جب سے کہ تلطف ترا ای حور نہین / کونسا دن ہے کہ غمگین دل رنجور نہین
مہر و مہ گو چہ ہین پر نور بہت سے لیکن / چہرۂ یار کی مانند تو پر نور نہین
بھول جائے تو نہین لاکھ یہ بھولے ہم سے / دھیان جائیگا ترا تا بلب گور نہین
کسطرح دولت وصل اونکی میسر ہو بھلا / بات کرنیکا بھی اوس شوق سے مقدور نہین
جون ترے ہاتھ نہین پاؤن ستم اور ہون نہین / یون دیوانون کو ستانیکا تو دستور نہین
آنکھین غیرون سے لڑا او یہ مرے آگے ہان / جو لڑاتا ہے مجھے اغیار سے منظور نہین
ابر مین اوس رخ تابان کے خجالت سے جو / کونسا دن مہ و خورشید جو مستور نہین

لکھ غزل اور بھی ندرت کہ سوا تیرے تو
اب غزل گوئی مین ایسا کوئی مشہور نہین

کونسا دن ہے مین اب نالہ و فریاد نہین / دل جدا یاد سے تیرے ہو سو یہ یاد نہین
ہو جو بسمل کہون جب تشنۂ دیدار ہون آج / کیا ہے بولے ہی وہ اسوقت تو جلاد نہین

خود کو ہم بھول گئے یاد مین جس مہوش کی
گاہے گاہے بھی وہ کرتا ہمین اب یاد نہین

کھول دیوے رگِ جان اپنی تو بے رگ نہین
ڈھونڈتے ہین کوئی اسطرح کا فصّاد نہین

ہائے تجھ بن ابھی گھر اپنا کب اے خانہ خراب
تو نہ جس گھر مین ہو ہرگز وہ گھر آباد نہین

بِن تیرا ئی بت بے مہر ہون یون خوار و غمین
کوئی ہمدم میرا جز نالہ و فریاد نہین

قطعہ

ہنسکے کہتے ہین مجھے گلشن ہستی کے لوگ
دیکھے اسکو بخدا ہمتو کہین شاد نہین

دیکھ کر مجکو وہ غیرون سے جو کہتے ہو جان
کیون میرے حق مین کسیطرحکا ارشاد نہین

جب یہہ کہتا ہون تو بولے ہے خفا ہو کر کیا
خو ہے خوبان ہے یہ کچھ میری ہی ایجاد نہین

لکھہ غزل اور بھی ندرت کہ سوا تیری اب
دوسرا شہر مین ایسا کوئی اُستاد نہین

یار ہمدم ہو گر جوانی مین
حظ بھی ہیگا زندگانی مین

دل میرا کیون فدا ہوا اُسپر
مشتہر ہے وہ خاندانے مین

زن بیوہ سے بات بھی کرنا
خوش نہ آئی ہے نوجوانی مین

رنج الفت یہ کچھ سہون ہون کو کوئی
نہ سنا ہو کہین کہانی مین

دیکھتا گر تری نمانے شکل
رہتی باقی نہ ہوش مانی مین

زلف اوس رخ پہ یون ملی ہے جون
کوئی لڑتا ہے مار پانی مین

خواب مین بھی نہ دیکھے کوئی ندرت
جو مزے لوٹتے ہم جوانی مین

وہ بے درد مجھ پاس آتا نہین
یہ غم بھی ذرا بھولے جاتا نہین

گمان بدی تجھ سے ہوتا اگر
یقین جانو مین دل لگاتا نہین

حضور اوسکے کیا بات موت وحیات
جسے اپنے جینے کی پروا نہین

ہوا بسم سے جی نکل کر ہوا
وہے دل سے دہیان اوسکا جاتا نہین

تیرے در سے ندرت بجاتا کبھو
جو اسطرح سے تو ستاتا نہین

ایضاً

اے کریم کارساز دوجہان
لطف سے تو مجھ پہ ہو اب مہربان

جب غوث اعظم اسکا خدا سے خطاب ہو
کہیو کہ اوسکا کیا مقدس جناب ہو

لائق ہے جسکو مرتبۂ محبوبیت ملے
وہ کیا عجب کہ شافع روز حساب ہو

فیض و عطا سے جسکی ہو ہر اہل دل فخر
کب ایسا یارو کوئی ولایت مآب ہو

جب پیر دستگیر دو عالم سا ہو تو کیون
حاجت روا ہمارے نہ بیشک شتاب ہو

خایف ہون جسکی نام سے سب حاملان عرش
زور ولایت اوسکی کا کیا رعب و داب ہو

اوس مہر فیض کی کرون کس منہہ سے عز و ثنا
شرمندہ جسکی آگے مہ و آفتاب ہو

رکھہ کر وسیلہ اوسکا جو حاجت خدا سے تو
ندرت دعا نہ کیونکہ میری مستجاب ہو

تیرا وہ توڑ ہے کہ جوڑا نہو
توڑ دل سے بہی اوسکا توڑ نہو

جب تنگ دیکہا ہو مین اوس گلعذار کو
تسکین کہو نہ ہو گی دل بیقرار کو

جانب سے آ رہی ہے یہ ہر دم یہی ندا
یکدم تو سرفراز کر امیدوار کو

دے چرخ چرخ دون کو دبا دون یک آن مین
تک چہیڑ دون جو اپنے مین اس چشم زار کو

ای غیرت چمن ہے تیری ابن یہ جا دل
یکسان مین جانتا ہون خزان و بہار کو

سکہلائی سے رقیبون کے کہتا ہون سنیو خوب

مت کھو ہاتھ سے اجی ندرت سے یار کو

گریہ اپنا گر دکھاؤں یاد کر اوس یار کو
پہونچے کب یہ ابر میرے چشم دریا بار کو

دیکھتا ہوں جب ہلال عید کہتا ہوں یہی
مجھکو دکھلا دے خدا اوس ابروے خمدار کو

دخت رز سے دیکھ ہمدم لوگ کہتے ہیں مجھے
کسنے دی لڑکی یہ اپنی ایسے بد اطوار کو

کچھ سمجھ دل میں کہ ہم کیا کیا کئے تیرے لئے
واسطے تیرے اوٹھائے منت اغیار کو

بوسہ جب مانگوں وہ کہتا ہے قیامت کر بپا
حشر تک پہنچے نہ تیری لب میرے رخسار کو

مذہب و ملت میرا مت پوچھ ای ناخراب
عرش سے بڑکر سمجھتے ہیں تیرے دیوار کو

تو نہو جس باغ میں وہ سیر کب ندرت کو بہائے
خار سے بدتر سمجھتا ہوں گل و گلزار کو

انکھیں غیروں سے لڑاتے ہو بھلا یاد رکھو
کیوں ہمیں اتنا کڑھاتے ہو بھلا یاد رکھو

سب پہ ظاہر ہو چکا راز نہانی جانی
مجھ سے کیوں اتنا چھپاتے ہو بھلا یاد رکھو

معلوم جی پر جان کے انجان ہیں ہم
چوری سے کسکو بلاتے ہو بھلا یاد رکھو

بیٹھ کر پاس میرے دیکھتے ہو غیر کو جو
مجھکو ناحق کے ستاتے ہو بھلا یاد رکھو

پھر خوشنودی اغیار جو ندرت کو تم
آنکھیں بدلا کے ڈراتے ہو بھلا یاد رکھو

ایضاً

کہو تمکو کس نے سکھایا ہے پیاری
جو ہر بات میں مجھ سے لڑ بیٹھتے ہو

ایضاً

شاعروں سے دل ندرت تنگ آوے کیوں
ہر گھڑی کہتے ہیں کوئی قافیہ ایجاد کرو

ایضاً

جب پھول وہ پہنے ہے تو کہتا ہوں عزیزو
دل کو میرے لیجاؤ کوئی ریختی کو

پہلے ہی سوز عشق سے کھایا ہوں گل پہ گل
مت ذکر غیر سامنے اے گلبدن کرو

ہوتے ہو ہر چمن مین خرامان جو بے درنگ
مرقد کو میری ہول کبھو تو چمن کرو

چاہے دل کہو پہ نہ آئینے کی چھوڑ دو
پھر خدا نہ ہو سلے ہی ایسا سخن کرو

ہے تمکو یون وصیت ندرت کہ بعد مرگ
بغداد مین لیجاکے عزیزو دفن کرو

ایضاً

اگر ہر ایک کو میرے سو زبان ہو
نہین ممکن کہ شکر اوسکا بیان ہو

چھوڑا ہون دیکھ تیرے لئے یک جہان کو
پر تو کہے تو جاؤنگا اب اصفہان کو

اوس ماہ رو کے عشقمین آتا ہے یہ خیال
مدراس چھوڑ جا ہے شاہ جہان کو

اسواسطے مین ہجر کو چہتا ہون وصل سے
مجھہ سے ہمیشہ ضد ہے فقط آسمان کو

ندرت یہ وضع چھوڑ دی تجھہ کو نہین ہے خوب
تیرے سے عیب ہوتا ہے سب خاندان کو

جب اوٹھا یا خوب سا ہمنے جدائیکا مزہ
تب سے پہچانا کہ ہے یہہ آشنائیکا مزہ

باوفا جب تجھے سمجھے تھے کہ ای شیرین دہن
دیکھا اب ویسا ہی ہمنے بیوفائی کا مزہ

چاشنی چکھی ہے جسنے تلخ باتونکی تیرے
کیون نہو معلوم اوسکو دل لگانیکا مزہ

خوب دیکھا دیر و کعبہ پھر کے ہمنے کچھ نہین
عشق کی لذّت کے آگے پارسائیکا مزہ

لینے سے نام مبارک مصطفےٰ اکا بے سخن
دلکو ندرت کے ملا ہیگا صفائیکا مزہ

آج گھر تیرے سے ہے اوس رشک قمر کا چلہ
زہرہ و مشتری آگاتے ہین چلا چلہ

اوسکو ہر لحظہ خدایا بطفیل احمدؐ
رکھہ تو آباد ہمیشہ یہہ ہے جسکا چلہ

چشم بد دور ہو چشم فلک بھی روشن
دہوم ایسی سے کسو کا بھی نہ آیا چلہ

ای سخن سنج جو ہے آج باسم محمود — گلشنِ ہستی مین اوس غنچہ دہن کا جلوہ

یہی ندرت کی دعا ہے کہ دیکھا وے تجھہ کو
اوسکی اولاد کے اولاد کا ربا چِلّہ

ہم اب تو ارے بیٹھے گو جاوینگے جان سے
یک لحظہ بہی تیرے سے میسر ہو ملاقات
اسطرح سے رسوا ہوا ہون تیری عشق مین جانا
دل جیب سے دی اوسکو گذر بیٹھے ہین جان سے

ہرگز نہ مکر جاوینگے اٹھہ کر کے یہان سے
امید نہین ہے مجھے اس بخت گران سے
پوشیدہ نہین حال میرا خورد و کلان سے
کیا ہمکو سروکار اجی سود و زیان سے

وا کرکے ذرا سینہ تو آغوش مین آؤ
نخرے نکرو حضرتِ یحیٰی علی خان سے

جب مین نے سُنی یار سے تقریر درم کی
دنیا کا تو احوال سراسر ہے ہویدا
مانند درم سخت دل اہل دول ہے
نت زر کو جو الفت ہے سدا اصحاب زر سے

ناچار لگا کرنے کو توقیر درم کی
یہان ہر کس و ناکس کو ہے تدبیر درم کی
دی سود یہہ کچھہ انکو ہے تاثیر درم کی
کی مفلسون نے کچھہ تو ہے تقصیر درم کی

آنا فقط اُس شخص کا خوش آیا ہے فی الحال
ندرت جو کرے میرے سے تقریر درم کا

کون اب چل کی انتظاری ہے
کہدو اہل جہان سے چھوڑو جہان
بعد مردن یہی گرد باد بنے
کہین کیا وصل کی وصال ہے اب

یون جو اس دل کو بیقراری ہے
چشم کو میرے اشکباری ہے
واہ کیا خوب خاکساری ہے
دیکھو کیسی امیدواری ہے

مثل آئینہ ہین جو ندرت تو
کیا یہ حیرت ہہ کیسی زاری ہے

ہجر مین تیرے جو ہم کہوئے جوانی جانی
مفت جان اپنی دے ایک عشقمین تیرے ہیہات
عمر بہر سنتے رہے نقل و حکایات تم آہ
سن نئی باتون کو اغیارون کے خورسند ہو

بس پس مرگ بہی اپنی نشانی جانی
تجھکو جلنے نہین تہی آفت جانی جانی
کبہو بہولے تو سنو میری کہانی جانی
دوستی تجھہ سے ہین رکھتا ہون پرانی جانی

تو نے خود دیکہ لیا خوب رقیبون کا سلوک
بات ندرت کی بہلا کیون نہین مانی جانی

گر تو شراب دیوے مانگونگا مین نہ پانی
پاؤن پہ اوسکے گر کر کہتا ہون پر تو بولے
ملنا نہ چاہتے ہو اسے ماہ رو جو جہ سے
کسطرح شکل اوسکی کہینچے کوئی مصور

ہاتہون سے تیرے بینا حلال پانی
یہہ بات تیری ہرگز مانونگی اور نہ مانی
مونہہ تو کبہو دکہاؤ از راہِ مہربانی
حیران جون آئینہ ہون بہزاد اور مانی

کہتے ہین اہل دنیا ندرت کو دیکہتے ہی
آشفتہ کر لیا ہے کوئی اوسکو خاندانے

آج گہر تیرے جو چلّے کی رچی ہی شادی
شاد و آباد ہمیشہ رہے دلہن بیگم
باپ ماں بہنون کے اور اوسکے رہی سر اوپر
جسکے چلّے کی مچی دہوم ہے اب چارون طرف
دمبدم یون دل ندرت سے دعا نکلے اب

زہرہ و مشتری دیتے ہین مبارکبادی
جسکی آبادی سے یک خلق کی ہی آبادی
تا ابد سایہ فگن اوسکی جو ہیگی دادی
رہے دلشاد سدا وہ بہشتہ بغدادی
دادی کے سایہ مین جیتی رہے یہ شہزادی

ماہ سے تشبیہ اوسکے منہہ کو کچہہ انصاف ہے
اوسکے منہہ پر داغ ہے اور اسکا گہر اصاف ہے

وله

تپ درون کو ہیرے بس مفید ہو یا رو
وگال اسکا جو گلقند افتابی ہے

وله

کیا ضعف و نقاہت دی فرقت نے تیری جانے
سو بار اجل آئی اور مجکو نہ پہچانی

وله

کاکل مین گر خون کے دل بد فغان کرے
جیسا مقفل کے شکوہ ہندوستان کرے

وله

سینہ جو چاک از جدائی ہے
یہہ گل خیر آشنائی ہے

وله

نالے کرنے سے ہووینگے وہین پتھر کے
کسطرح ہووے اثر انکے ہین من پتھر کے

آج گلشن مین خرامان ہے وہ جادوگر نار
کہین ہنجائین نہ اشجار چمن پتھر کے

خوبیان سب ہین تیرے ہین مگر ایک سنگدلی
گل سے نازک ہے بدن لیک چلن پتھر کے

ای برہمن تو خدا سے انہین نسبت مت دے
دیکہہ لے صاف بتون کے ہین بدن پتھر کے

لب کو تشبیہ نہ دے لعل سے ندرت اوسکے
لب جان بخش ہین وہ لعل یمین پتھر کے

درد دل لایا ہون یا غوث الوری
غم بہت کہایا ہون یا غوث الوری

چین جب زیر فلک دیکہا نہین
سخت گہبرایا ہون یا غوث الوری

کب تلک جور الم سہتا رہون
سخت تنگ ایا ہون یا غوث الوری

خواہش دنیائے دون مین روز و شب
عمر کو کہویا ہون یا غوث الوری

گرچہ مین ہون نیک یا ہون بد خصال
تیرا کہلایا ہون یا غوث الوری

تم شفیع ندرت کے ہوگے روز حشر
جان کر آیا ہون یا غوث الوری

ای جان تیرے آنے کی جو دم خبر آوے
مرجاؤن تو بہی جسم مین پہر جان پہر آوے

پھر جاوے نہ کیون کر گل امید سے دامن
مہتاب فلک رشک سے منھہ ڈہانپ لے اپنا
جب خواب مین آنے کو گمان ہووے کچھہ اور

اوس گل کا اگر خواب مین دامن نظر آوے
بکھرے ہوے بالون سے جو وہ بام پر آوے
کیونکر ہو گمان بر مین کہ وہ سیمبر آوے

ندرت ہے فدا اوس سر و تن پر بصد و چشم
جبریل امین رو برو جسکے بسر آوے

جہان ای ماہرو تو جلوہ گر ہے
جو آشفتہ دلا خاطر ہے تیری
کہون کیا بار ہجر اوس سنگدل کا
جدائی نے کیا ہے نیم بسمل
سر مطلب سے **ندرت** نا نہ دہویا

وہان سب خلق یکسر بے خبر ہے
کہین تو شیفتہ اپکے گر ہے
پس مردن بہی چہاتی پر حجر ہے
تجھے جانا ہماری کچھہ خبر ہے
ہمارا قصہ یار و مختصر ہے

در تعریف دلھن بیگم صاحبہ

خارج زبسکہ وصف ہے تیرا بیان سے
یک خلق کہہ رہی ہے دلھن بیگم آج کل
ہین کیون نہ تجکو حاکمہ عصر اب کہون
شادان رہے ہمیشہ بجاہ عظیم تو
دکھ کا نہ نام خواب مین بہی تو سنے کبھو
وہ نور چشم ہو تجھے از فضل شاہ دین
شاہان زبسکہ دولت حشمت ہو اسکو نت
دیتے ہین یون دعائین نمک خوار اب تجھے

کسطرح شکر ہو سکے میری زبان سے
مشہور نام نامی ہے کس عز و شان سے
فیض یک جہان کو ہے تیرے آستان سے
اعدا پہ ہو نزول بلا آسمان سے
رکھیئے خدا تجھے یہہ کچھہ امن و امان سے
لیوے سدا خراج وہ ملک جہان سے
شاہان عصر جسپہ قربان جان سے
قطعہ
ہر ایک لحظہ دل سے ہر یک دم زبان سے

ہوگا فیوگا اسکا ہو یارب زیادہ عہدہ
ندرت کو فیض جسکے ہے نت آستان سے

قطعہ

ہر کوئی چاہے ہے تجھسے یہی ہر آن و زمان ٭ زر و مال اتنا ملے اور یہی خلعت ہووے
عرض ندرت پہ یہ ہے بارگہ والا مین ٭ خلعت و شال عنایت کی ہووے

ایضاً

تماشا اپنی قدرت کا دکھا دے ٭ عدو روتے خدا مجھکو ہنسا دے

ایضاً

جو وصف اوسکا حوالہ ہووے ٭ تو یک بڑا سا رسالہ ہووے
لکھی ہے ایسی غزل یہ ندرت ٭ صلا مین اوسکے دو شالہ ہووے

تواریخ متفرقہ

تاریخ نکاح جناب رئیس اعظم با اعظم النسا بیگم

ہوا ہے جب نکاح شاہ دولان ٭ بر آوینگے نہ کیون مقصود عالم
مبارکباد کو ہاتف نے کہا یون ٭ ہوا ہے عقد والا جاہ اعظم ٭
١٢٦٤

تاریخ وِرد ضروری

کیا اتمام اس کتاب کو جب ٭ مجمع فیض مولوی قادر
از دلِ زہد کیا ہے سال اوسکا ٭ کہا ندرت وظیفۂ نادر ٭
١٢٦١

تاریخ رسالہ قلتین

بعنایات مہر ختم رسل ٭ لگا جب ہونے یہ رسالہ بنا
آسمان سر جھکا کے اسکا سال ٭ حل تحقیق قلتین کہا
١٢٦٥

تاریخ تحسین الاخلاق

لکھا جب یہ کتاب مجمع خلق چشم بد دور سال ختم اوسکا	دوست ذی مروت و اشفاق بولا بندرت تحایف الاخلاق ۱۲

تاریخ بھج کتب

فراہم ہوے پانچ نسخے بھم کہا بے ششش و پنج کیا اوسکا سال	بدو جلد ہر نسخہ بہتر ز گنج گلستان چمن دل نکتہ سنج ۱۲

تاریخ انتقال شمس الدولہ بہادر تقطیع اوسکی مفاعلن فعلات مفاعلن فعلات

رئیس زادہ امیر زمان و شمس دول سروش غیب نے ندرت سے یہ خبر سُنکے	جب اس سرا سے یکایک سفر کا غ چراغ گُل ہوا سال اوسکا میرے تین ا ۱۲

تاریخ اتمام دیوان

مرتب ہوا جب یہ دیوان میرا فلک مجھ سے ہنس ہنس کے سن اُسکا یوں	کھلا غنچہ دل گیا سب ملال گلستان خندان کھا اوسکا سال ۱۲

تمام شد

مورخہ بست و پنجم شہر ربیع الاول روز یکشنبہ ۱۲۹۷ ہجریہ مق

کتبہ خورشید رسیم
عرف مشایخ